محمد سعید الرحمٰن علوی

فضلائے "مظاہر علوم" سہارن پور کی صحافتی خدمات

مظاہر علوم سہارن پور یکم رجب ۱۲۸۳ھ مطابق ۹ر نومبر ۱۸۶۶ء کو معرضِ قیام میں آیا۔ قمری حساب سے اس مدرسے کی عمر ۱۲۳۔ برس اور شمسی حساب سے ۱۲۰۔ برس ہے۔ ایک صدی سے زائد عرصہ گزارنے کے بعد بھی اس مدرسے کا علمی ارتقا برابر جاری ہے۔ مدرسے کے لیے عمارات کی ابتدا اس کے سنِ تاسیس سے آٹھ برس بعد ۱۲۹۱ھ میں ہوئی۔ اس نقطۂ نظر سے اس کا تاریخی نام "مظہر العلوم" ہے۔ اور چونکہ ایک سال میں ابتدائی عمارت مکمل ہوئی، اس لیے بخاری شریف کے محشّی مولانا احمد علی سہارن پوری نے اس کا مادۂ تاریخ "مظاہر علوم" نکالا اور یہی نام اب معروف ہے اور برابر یہی چھپتا اور استعمال ہوتا ہے۔

جو حضرات اس مدرسے کے قیام اور اس کی تعمیر و ترقی میں ممد و معاون ہوئے اور نمایاں خدمات سر انجام دیں، ان میں سب سے پہلا نام مولانا محمد مظہر نانوتوی کا ہے جو ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے قافلۂ حریت میں عملاً شریک تھے۔ ان کے علاوہ صحیح بخاری کے حاشیہ نگار مولانا احمد علی سہارن پوری، اور عربی کے مشہور ادیب مولانا فیض الحسن (سابق استاذ اورینٹل کالج لاہور) کے نام نمایاں ہیں، جب کہ حضرت سید احمد بریلوی کی جماعت مجاہدین کے ایک نامور فرد مولانا سعادت علی، قاضی فضل الرحمٰن اور سہارن پور ہی کے شیخ حافظ محمد فضل حق (جنھوں نے سب سے پہلے مدرسے کے لیے زمین وقف کی) کے نام بھی فہرستِ معاونین میں موجود ہیں۔ ان میں سے ہر شخص کا اپنا کام اور مقام ہے۔

یہ حضرات جس اونچے درجے کے لوگ تھے، اس کا اندازہ ان کے شاگردوں کی فہرست سے ہو سکتا ہے، جن میں سے ہر ایک بجائے خود چندے آفتاب و چندے ماہتاب ہے۔ مثلاً مشہور مجاہد آزادی اخوند صاحب کے خلیفۂ مجاز مولانا امیر باز خاں سہارن پوری، پنجاب کے مشہور اہل حدیث

عالم مولانا حافظ عبدالمنان وزیرآبادی ، حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کے محشی مولانا نور احمد امرتسری ، لدھیانہ کے علمی خاندان کے فرزند مولانا مفتی شاہ دین ، ماضی میں لاہور کی بزم علمی کے چشم وچراغ مفتی عبداللہ ٹونکی ، ندوۃ العلما لکھنؤ کے بانی مولانا محمد علی مونگیری ، مولانا شاہ سلیمان پھلواری (مولانا محمد جعفر شاہ پھلواری مرحوم انہی کے چشم وچراغ تھے) متعدد وقیع کتابوں کے اردو مترجم اور ناشر مولانا محمود حسن نانوتوی ، پنجاب کے مشہور خادم قرآن نقشبندی عالم مولانا حسین علی واں بچھراں ضلع میانوالی وغیرہ ۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس عظیم درس گاہ کو جو بانی ملے وہ کس پائے کے تھے۔ اس مدرسے کے فضلائے کرام آئندہ چل کر خود اس مدرسے ہیں ، پھر ہندوستان و پاکستان کے قابل اعتماد تعلیمی اداروں مثلاً دارالعلوم دیوبند ، دارالعلوم ندوۃ العلما لکھنؤ ، جامعہ قاسمیہ مرادآباد ، مدرسہ بیت العلوم سرائے میر ، مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ ، مدرسۃ العلوم الشرعیہ مدینہ منورہ ، جامعہ عباسیہ بہاول پور ، ڈھاکہ یونیورسٹی اور جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن وغیرہ میں اعلیٰ تعلیمی مناصب پر فائز رہے ۔

اہلِ علم کے حلقوں میں اس مدرسے کے سلسلے میں کس قدر اعتماد کی فضا تھی ، اس کا اندازہ اس سے ہوگا کہ بڑے بڑے جلیل القدر علما نے اور ذمہ دار علمی مجالس نے اپنے کتب خانے کلاً یا جزءً اس مدرسے کے لیے وقف کر دیے ۔ ان میں مشہور محدث مولانا رشید احمد گنگوہی ، مولانا اشرف علی تھانوی ، مولانا عبداللہ گنگوہی ، مولانا محمد زکریا محدث سہارن پوری اور دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن کے نام بڑے نمایاں ہیں ۔

دیوبند کے مدرسے کی طرح اس مدرسے کے ذمہ دار حضرات سیاسی اور قومی مسائل سے براہِ راست متعلق نہ ہونے کے باوصف دینی اور قومی معاملات میں ٹھوس علمی رہنمائی سے کبھی غافل نہیں ہوئے ۔ اس سلسلے میں مثال کے طور پر مسئلۂ خلافت اور قربانی گاؤ ، تحریک تقرر قضاۃ ، جبریہ تعلیم ، سارداایکٹ ، قانونِ اوقاف ، تحریک مدحِ صحابہ لکھنو ، اسپیشل میرج ایکٹ وغیرہ کا نام لیا جاسکتا ہے۔ ان معاملات میں اس مدرسے کے ارباب بست وکشاد اور مدرسین وذمہ دار حضرات نے نہایت ذمہ داری کا مظاہرہ کیا اور اکثر مواقع پر انہی حضرات کی علمی رہنمائی اور فتوے کا اعتبار کیا گیا ۔

صحافتی محاذ کے علاوہ اس مدرسے کے فضلا کی تصنیفی وتالیفی خدمات کا ایک وسیع سلسلہ ہے جو معلومات اس سلسلے میں فراہم ہوسکی ہیں ، ان کے مطابق اس کے فضلا کی مختلف موضوعات پر علمی

کتابوں کی تعداد ساڑھے گیارہ سو سے زائد ہے۔ احادیث کی اہم ترین کتابوں کی شروحات بھی شامل ہیں جن میں سے ایک ایک شرح ۸، ۸ سے لے کر ۱۶، ۱۶ جلدوں پر مشتمل ہے۔ ان کتابوں میں ہر علم وفن کی گراں قدر کتابیں شامل ہیں، جن میں سے بلامبالغہ سینکڑوں ایسی ہیں جن کے تراجم دُنیا کی مختلف زبانوں میں ہو کر قبولیت عامہ حاصل کر چکے ہیں۔ ایک نوجوان مظاہری عالم کی سالہا سال کی تگ و دو کے نتیجے میں فن وار کتابوں کی جو فہرست سامنے آئی اس کے مطابق تفسیر و اصولِ تفسیر، حدیث و اصول حدیث، رجالِ حدیث، فقہ و اصولِ فقہ، تجوید و قرأت، تاریخ و سیر، ادب و معانی، فرائض (میراث)، تصوف و اخلاق اور سلوک و احسان، منطق و فلسفہ اور معقولات، عقائد، صرف و نحو، وعظ، طب، اقلیدس، فضائل، ردِّ عقائد و خرافاتِ باطلہ، تقابلِ ادیان وغیرہ کے موضوعات شامل ہیں جن سے متعلق یہ علمی نگارشات سامنے آئیں۔ تنہا حدیثِ مبارکہ کے مقدس موضوع کے سلسلے میں دیکھیں تو بخاری شریف کے تراجم، شروحات، حواشی کی تعداد ۲۵، مسلم شریف سے متعلق ۵، ابوداؤد سے متعلق ۶، ترمذی سے متعلق ۱۶، نسائی سے متعلق ۳، طحاوی سے متعلق ۱۴، ابن ماجہ سے متعلق ۲، مؤطا امام مالک سے متعلق ۵، اور مشکوٰۃ سے متعلق ۱۴ کتابیں شامل ہیں۔ جن میں بذل المجہود، لامع الدراری، امانی الاحبار، اوجزالمسالک اور التعلیق الصبیح جیسی کئی کئی ضخیم مجلّدات پر مشتمل کتابیں بھی ہیں۔

غرض مختلف امور کے بارے میں اس عظیم دینی درس گاہ کی ٹھوس علمی خدمات کا دائرہ ایسا وسیع ہے کہ اس کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔

صحافت کے میدان میں اس درس گاہ کے فضلا کی خدمات کے سلسلے میں اس وقت جو مختصر گفتگو مقصود ہے اس میں یہ بتانے کی کوشش کی جائے گی کہ یہاں کے فضلا نے روزنامہ اخبارات سے لے کر ہفتہ روزہ اور ماہنامہ رسائل میں جہاں آزادانہ حیثیت سے کام کیا، وہاں بہت سے جرائد و رسائل خود بھی نکالے اور ملک و قوم کی بیش بہا خدمت کی۔ ان رسائل و جرائد میں خالص علمی بھی تھے تو ادبی رسائل کی بھی کمی نہ تھی اور ہر قسم کے موضوعات جن رسائل میں چھپتے وہ بھی ایک معقول تعداد میں سامنے آتے ہیں۔

اس وقت ہمارے سامنے ۵۱ رسائل و اخبارات کی فہرست ہے جن میں سے بیشتر فضلائے

مظاہر علوم نے خود جاری کیے تو کئی ایک میں کام کیا۔ حروف تہجی کے اعتبار سے "الف" کے ذیل میں ۱۶۔ رسائل آتے ہیں۔

ان میں ایک ہفتہ روزہ "احرار" تھا جو سہارن پور سے نکلتا تھا۔ یہ ہفت روزہ مجلس احرار اسلام کا ترجمان اور مفکرِ احرار چودھری افضل حق مرحوم کے بقول مجلسِ احرارِ اسلام ہند کی جان تھا۔ بعد میں یہ سہ روزہ ہوگیا تھا۔ ماہنامہ برہان دہلی نے ۱۹۴۷ء میں اس رسالے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:

"یہ ایک سنجیدہ اور علمی سہ روزہ اخبار ہے اور صحافت کے اس بدنام دور میں ملک و ملّت کی صحیح اور بہترین خدمات انجام دے رہا ہے۔ لیڈنگ آرٹیکل اور بعض مستقل عنوانات کے ذیل میں وقت کے ضروری مباحث پر سنجیدگی اور اصابت رائے کے ساتھ روشنی ڈالی جاتی ہے۔

تراجم خصوصی کے ذیل میں پُر از معلومات مقالے شائع ہوتے ہیں اور یہ اس اخبار کی ایک امتیازی خصوصیت ہے۔"

مجلس احرارِ اسلام صوبہ یو۔پی کے جنرل سیکرٹری نواب زادہ محمود علی خاں اس کے سرپرست تھے اور مولانا سعید احمد مظاہری مدیر۔ اس کا حلقہ بڑا وسیع تھا اور ملک بھر کے ریلوے بک سٹالوں پر یہ باقاعدگی سے فروخت ہوتا تھا۔

ہفت روزہ "اصلاح" مغربی پنجاب کے پسماندہ شہر ڈیرہ غازی خان سے نکلتا تھا۔ اس کے بانی ایڈیٹر مولانا سعود علی خاں تھے۔ ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۶ء تک اس رسالے نے دیہات اور پسماندہ علاقوں کے سدھار اور اصلاح میں بڑا مؤثر کردار ادا کیا اور یہی اس رسالے کا بنیادی مقصد تھا۔ موجودہ ڈیرہ غازی خاں ڈویژن اور نواح کے علاقے کی بیداری، دینداری اور اصلاح احوال میں مولانا سید عطاءاللہ شاہ بخاری کی تبلیغی مساعی کے بعد اس رسالے کا بڑا حصہ ہے۔

"الانصار" کے نام سے ایک ہفت روزہ دیوبند سے نکلتا تھا، جس کا پہلا شمارہ ۱۵۔ نومبر ۱۹۲۷ء کو نکلا۔ اس کا سائز اخباری تھا۔ اس کے مدیر مسئول مشہور سیرت نگار مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری اور اُن کے معاونِ خاص مولانا عتیق مظاہری تھے۔

ہفت روزہ "الاسلام" کلکتہ سے مولانا نور محمد خان ٹانڈوی نے ۱۹۳۸ء میں جاری کیا۔ مولانا

کولوٹولہ کی ایک مسجد میں مقیم تھے۔ اس رسالے نے وقت کے مذہبی فتنوں بالخصوص انگریز نواز مذہبی طبقات کا کامیابی سے مقابلہ کیا، اس لیے ایک سال بعد انگریزی حکومت نے اپنے خوشامدیوں کے تحفظ کے لیے اسے بند کر دیا تھا۔

۱۹۳۹ء میں مولانا نور محمد خان ٹانڈوی مرحوم نے "الاستقلال" جاری کیا۔ یہ بھی ہفت روزہ تھا، اور اس کا مزاج بھی "الاسلام" کا سا تھا۔ آخر ایک عرصے بعد برطانوی گورنمنٹ نے اسے بھی بند کر دیا۔

پندرہ روزہ "اللہ اکبر" شہر سہارن پور سے حکیم مشرف صاحب مظاہری نے جاری کیا، اس کا مزاج سیاسی و اصلاحی تھا۔ ۵ راگست ۱۹۷۹ء میں جاری ہونے والا یہ پرچہ چند سال بعد حالات کی ستم ظریفی کا شکار ہو گیا۔

مشہور انقلابی اور روحانی بزرگ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کی نسبت سے منشی رفیق احمد اور مولانا شبیر علی مظاہری (برادر زادہ مولانا تھانوی) نے جون ۱۹۱۵ء میں "الامداد" کے نام سے ایک ماہنامہ تھانہ بھون (مظفر نگر) سے شروع کیا۔ اس کے سنِ اجرا کی تاریخیں مولانا تھانوی نے "مطاع نور الفیوض" اور "انہار الفیوض" نکالیں۔ اس کا مزاج خالص علمی اور اصلاحی تھا۔ طویل عرصہ یہ رسالہ جاری رہا، پھر اس کا جانشین "الابقا" ہوا جو اب بھی کراچی سے نکلتا ہے۔

مئی ۱۹۳۵ء میں مولانا ظہور الحسن مظاہری نے سہارن پور سے "اشرف العلوم" کے نام سے ایک ماہنامے کا اجرا کیا۔ اس کی نسبت مولانا اشرف علی تھانوی کی طرف تھی، انہی کے مواعظ و ارشادات اس میں زیادہ چھپتے تھے، جب کہ تقسیم ملک کے بعد ڈھاکہ میں پاکستانی پرچم لہرانے والے مشہور بزرگ مولانا ظفر احمد تھانوی کے علمی مضامین اس کی جان ہوتے اور خواجہ عزیز الحسن مجذوب کا کلام اپنا رنگ لیے ہوتا تھا۔ پون صدی سے زائد عرصہ اس رسالے نے علم و ادب کی خدمت کی۔

"الادب" کے نام سے کان پور سے دسمبر ۱۹۴۳ء میں نکلنے والے اس رسالے کے کرتا دھرتا مولانا ضیاء النبی دیوبندی، مولانا احمد عبد الحلیم مظاہری اور مولانا مفتی جمیل احمد مظاہری (حال مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور) کے ساتھ حضرت جگر مراد آبادی مرحوم بھی تھے۔ رسالے کی نوعیت تبلیغی، دینی، علمی اور ادبی تھی۔ ایک طویل عرصہ اس رسالے نے ملک میں دھوم مچائے رکھی۔ اس علمی تحریک نے پڑوسی ملک برما کو بے حد متاثر کیا اس لیے برما میں متعدد مدارس و رسائل اس تحریک کی یادگار ہیں۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد رنگون سے ماہنامہ "استقلال" پہلا اردو پرچہ تھا جو علمی، ادبی، ثقافتی اور تاریخی مضامین پر مشتمل ہوتا تھا۔ مولانا ابراہیم احمد مظاہری اس کے رئیس التحریر تھے۔ اس کا پہلا شمارہ ستمبر ۱۹۴۵ء میں سامنے آیا۔ ۱۹۶۴ء تک اس کا ریکارڈ دستیاب ہوا ہے جو سہارن پور کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۴ء تک اس کے مدیر مولانا محمود یوسف مظاہری تھے۔

جون ۱۹۴۷ء کے ہنگامہ خیز دور میں "آفتاب نبوت" کے نام سے ایک ماہنامہ مولانا محمد ادریس انصاری نے دہلی سے شروع کیا۔ بعد میں مولانا کراچی آگئے تو یہ بندر روڈ کراچی سے جاری رہا۔ تاریخ صحابہ، مجالس القرآن، ہمارے نبی کی پیاری باتیں جیسے مستقل عنوانات اس رسالے میں شائع ہوتے تھے۔ سالہا سال یہ رسالہ جاری رہا۔ پھر بند ہوگیا۔ مولانا اب بھی صادق آباد ضلع رحیم یار خاں میں مقیم ہیں اور علم و ادب سے متعلق بیش قیمت خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی کے خدام نے "اشرف الرحمٰن" اور "انوار العلوم" کے نام سے دو رسالے جاری کیے۔ اوّل الذکر کی ابتدا جون ۱۹۵۰ء اور ثانی الذکر کی ابتدا اپریل ۱۹۵۲ء سے ہوئی۔ پہلے کے مدیر مولانا ظفر احمد تھانوی مظاہری تھے اور ان کے معاون جناب کرم الٰہی بی۔ اے علیگ، دوسرے کے سرپرست بانی جامعہ اشرفیہ لاہور مفتی محمد حسن اور مدیر مولانا نجم الحسن مظاہری اور پھر مفتی جمیل احمد مظاہری رہے۔ اوّل الذکر ایک عرصے بعد بند ہوگیا۔ دوسرا رسالہ بھی کئی سال جاری رہنے کے بعد بند ہوگیا اب تین چار ماہ سے اس کا جانشین "الحسن" شروع ہوا ہے۔

مارچ ۱۹۵۳ء میں "اصلاح" نامی ماہوار رسالہ مراد آباد سے شروع ہوا، جس کے کرتا دھرتا مولانا فضل الرحمٰن مظاہری تھے۔ تحقیقی مضامین اور مقالے اس کی جان تھے اور برسہا برس اس نے ایک دُنیا کو فیضیاب کیا۔

الہ آباد سے ماہانہ "الاحسان" ستمبر ۱۹۵۴ء میں شروع ہوا۔ مولانا عبدالقدوس رومی نے اسے مولانا تھانوی اور ان کے خلیفہ شاہ وصی اللہ صاحب کے مواعظ و ارشادات کی جدید انداز پر اشاعت کے لیے وقف کیا۔

"مسلم مجلس مشاورت" جو ہندی مسلمانوں کی فعال تنظیم ہے اس کے ترجمان روزنامہ "قائد"

الہ آباد کے ایڈیٹر مولانا رومی ایک عرصے تک رہے ۔ بہرحال جدید تعلیم یافتہ حلقوں کو اس اخبار نے بہت متاثر کیا ۔

سہارن پور سے ایک ماہنامہ" اشاعت اسلام " مولانا اسلام الحق مظاہری نے شروع کیا، جس کا مزاج دینی ، اصلاحی اور علمی تھا ۔ صرف مئی ۱۹۶۲ سے اکتوبر ۱۹۶۳ء تک یہ رسالہ جاری رہا ۔ لیکن اس عرصے میں چند خاص نمبر اس نے شائع کر کے حیات جاوداں حاصل کر لی ۔

کراچی سے اپریل ۱۹۶۷ء میں جاری ہونے والا معروف علمی، دینی ، اصلاحی اور ادبی رسالہ ماہنامہ" البلاغ " وہ رسالہ ہے جس میں ایک مظاہری اہل علم کا بڑا حصہ ہے ۔ یہ رسالہ ملک کی چند بڑی درس گاہوں میں سے ایک یعنی دارالعلوم کراچی کا ترجمان ہے اور بڑی باقاعدگی سے ہر ماہ شائع ہو رہا ہے ۔ اس کے سرپرست دارالعلوم کی مجلس منتظمہ کے صدر مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالی تھے اور انہی کے سعادت مند اور لائق فرزند مولانا محمد تقی عثمانی مدیر مسئول ہیں ۔ مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی مظاہری" البلاغ "کے سالہا سال مدیر رہے جو اس دارالعلوم کے شعبہ نشر و اشاعت کے ناظم بھی تھے ۔

چمڑے اور اس کی مصنوعات میں معروف شہر کانپور سے پندرہ روزہ " پیام سنت "۲۵ جولائی ۱۹۷۶ سے اب تک باقاعدگی سے جاری ہے ۔ مولانا منظور احمد مظاہری اس کے مدیر ہیں۔ دور جدید کے بعض بتدعین کی تحریکات کا ٹھوس اور علمی انداز سے تعاقب اس رسالے کا خاص کارنامہ ہے ۔

رنگون (برما) کا ماہنامہ" تہذیب الاسلام" مولانا محمد موسیٰ مظاہری کی ادارت میں ۱۳۷۵ھ سے برمی زبان میں نکلنا شروع ہوا ، اور اب تک برابر مسلمانان برما کی ٹھوس علمی و دینی رہنمائی کر رہا ہے

مولانا اسلام الحق اسعدی مظاہری اور مولانا محمد الیاس مظاہری کی ارادت میں " تحقیقات علمیہ " کے نام سے ایک ماہنامہ اپریل ۱۹۷۹ء میں سہارن پور سے جاری ہوا ۔ حفاظت دین اور اصلاح معاشرے کے بارے میں اس رسالے کی بڑی خدمات ہیں ۔ اس کے نام سے اس کے ٹھوس علمی مزاج کا اندازہ ہوتا ہے ۔

شہر سہارن پور ہی سے مارچ ۱۹۵۲ء میں مولانا حکیم مشرف مظاہری کی ادارت میں ہفت روزہ " حرم" کا اجرا ہوا ، جس نے فرقہ واریت کے زہر کے خلاف برابر جہاد کیا اور ہر طبقے کے شریف النفس لوگوں

میں مقبولیت حاصل کی ۔

مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی مظاہری نے جو دہلی کے مشہور تعلیمی ادارے فتح پوری کے بڑے درجے کے استاذ رہے، ماہنامہ "الحکمتہ" کا اہتمام کیا، جس نے طویل عرصے تک جدید اسلوب سے حکمت دینی کی وضاحت و ترجمانی کی خدمت انجام دی ۔

رنگون (برما) سے اردو کا وقیع اور متوازن روزنامہ "دورِ جدید" ۱۹ جون ۱۹۴۵ء تک مظاہری اصحابِ علم کے ذریعے خدمات انجام دیتا رہا۔ اس کے مدیر مسئول مولانا محمود یوسف مامسا نائب ایڈیٹر اور مولانا محمد شریف مظاہری رکن ادارہ رہے ۔ اس اخبار نے ۱۹۵۵ء میں "یادگاری نمبر" اور ۱۹۵۷ء میں جنگ آزادی نمبر شائع کیے جو بڑے مقبول ہوئے ۔ اعتقادات سے لے کر سیاسیات تک ہر شعبۂ حیات میں اس اخبار نے بڑی متوازن اور وقیع خدمات انجام دیں ۔

مولانا مفتی محمد شفیع نے اپنے ایک خط میں اس اخبار کی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ۔ مشہور صاحب طرزِ ادیب مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے ۴ جون ۱۹۵۵ء کو اس اخبار کے بارے میں لکھا :

"یہ سن کر حیرت ہوگئی کہ اردو اور پھر سلیس، شستہ اور شگفتہ اردو میں اخبار آپ لوگ دس سال سے نکال رہے ہیں جن میں بڑے سے چھوٹے تک کسی کی مادری زبان اردو نہیں، برمی ہے۔ مجاہد آپ سے بڑھ کر کون ہوگا۔ یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ اتنے لمبے عرصے تک آپ نے اشتہارات کے کالموں کو پاک و صاف رکھا، سینما سے، لاٹری سے، گھڑ دوڑ سے اور معمہ بازی سے ۔ غازی آپ نہ کہلائیں گے تو اور کون کہلائے گا ۔ آپ اب بھی قابلِ رشک ہیں اور اس دور میں یہ کارنامہ تو "مانیے یا نہ مانیے" کے کالموں میں درج ہونے کے قابل ہے ۔

۱۴ - اپریل ۱۹۵۸ء کے سالنامے پر ۱۳ - جون ۱۹۵۸ء کے "صدق جدید" میں تبصرہ کرتے ہوئے مولانا دریا بادی نے لکھا :

"برما کے دور افتادہ علاقے سے اُردو کا ایک ایسا سالنامہ نکالنا ہر اعتبار سے قابلِ قدر اور مستحقِ داد ہے"۔

مارچ ۱۹۴۹ء سے "دیندار" کے نام سے ایک ماہنامہ سہارن پور سے مولانا دین محمد نومسلم مظاہری نے جاری کیا جس نے سالہا سال دین و ادب کی ٹھوس خدمت کی ۔

مولانا سید حسین احمد مدنی کے وطن مالوف ٹانڈہ ضلع فیض آباد سے " اخلاق " کے نام سے ایک ماہنامہ مولانا مختار احمد مظاہری نے شبنم سبحانی کی رفاقت میں نکالا جس نے ادب و اخلاق کی دُنیا میں کئی سال تک خدمت سرانجام دی ۔

فروری ۱۹۱۴ء میں شہر سہارن پور سے ایک ماہنامہ رسالہ "الرشاد" کے نام سے نکلا حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری (شیخ الہند کی تحریک ریشمی رومال کے خاص رفیق) حضرت مولانا خلیل احمد محدثؒ مہاجر مدینہ، شیخ الہند اور مولانا تھانوی اس کے سرپرست اور قرآن کے مترجم اور متعدد کتابوں کے مصنف و مؤلف اور مترجم مولانا عاشق الٰہی میرٹھی اس کے مدیر تھے۔ دو سال بعد مشہور عالم و محدث مولانا بدر عالم میرٹھی کے برادر اکبر مولانا شمس الحق مظاہری مدیر قرار پائے ۔ یہ ٹھوس اور سنجیدہ علمی و اصلاحی رسالہ ایک عرصے کی خدمت کے بعد بند ہوگیا ۔

مولانا سید محمد ثانی مظاہری، رائے بریلی کے مشہور سادات خاندان کے چشم و چراغ اور مشہور مصنف و مفکر مولانا ابوالحسن علی ندوی کے عزیز ہیں اور مظاہر علوم کے فیض یافتہ۔ دسمبر ۱۹۵۶ء میں انھوں نے ماہنامہ "رضوان" خواتین کے لیے جاری کیا جو بحمداللہ اب تک جاری ہے ۔ اس کا مقام اجرا لکھنؤ ہے۔ اس رسالے سے مسلم خواتین کے ساتھ ساتھ غیر مسلم خواتین نے بھی بڑا فائدہ اٹھایا اور کئی ایک نے دولت ایمان حاصل کی ۔

۲۳ر اگست ۱۹۵۷ء کے ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور میں محترم مولانا محمد اسحٰق بھٹی (حال ریسرچ سکالر ادارہ ثقافت اسلامیہ و مدیر "المعارف") نے جو اس وقت "الاعتصام" کے ایڈیٹر تھے، رضوان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا :

> " مسلم خواتین کے لیے یہ رسالہ نہایت مفید اور قابلِ مطالعہ ہے ۔ بہترین اصلاحی، اسلامی اور اخلاقی مضامین کا مجموعہ ہے ۔ اس کی زبان آسان اور شستہ ہے ۔ اس قسم کے رسالوں کی اشاعت میں تعاون ہمارے لیے ضروری ہے ۔"

روزنامہ "زمیندار" لاہور، مولانا ظفر علی خان مرحوم کا بہت ہی مشہور اخبار تھا۔ ۱۹۳۸ء

میں مولانا اکبر علی مظاہری لاہور تشریف لائے، مقصد ڈاکٹر جلال الدین امرتسری مرحوم سے دانتوں کا علاج تھا جو حضرت تھانوی کے خادم اور علاج دندان کے ماہر تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے لمبا عرصہ بتلایا تھا، اس لیے مولانا، "مظاہر علوم" سے جہاں وہ مدرس تھے، سال بھر کی چھٹی لے کر لاہور آئے اور ایک دن یہاں ایسے ہی دل بہلانے کی غرض سے اِدھر اُدھر پھرتے پھراتے دفتر زمیندار جا پہنچے۔ اس وقت اختر علی خان زمیندار کے کرتا دھرتا تھے، مولانا اکبر علی ان سے ملے۔ مولانا اکبر علی سے اختر علی خان نے بات کی اور فوراً ہی ساٹھ روپے ماہوار پر تقرری ہوگئی۔ یہ معاون مدیر کی پوسٹ تھی، اظہر امرتسری مرحوم ایڈیٹر تھے۔ عربی رسائل سے خبروں کا ترجمہ اور عرب دُنیا کے حالات پر مشتمل اصل ماخذ سے تراجم کا کام مولانا اکبر علی اس خوبی سے کرتے کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ مولانا نے فلسطین وغیرہ کے سلسلے میں جو جاندار مقالات لکھے، ان سے ایک بار "زمیندار" خوب اُبھرا اور اس کی مانگ کئی گنا بڑھ گئی۔ پھر جنگ عظیم ثانی کا دور آگیا، فوجی بھرتی کے خلاف مولانا اکبر علی کا قلم آگ اگلنے لگا تو سر سکندر حیات نے اختر علی خان کو ڈانٹا، اختر علی خان نے مولانا کے قلم کو پابند کرنا چاہا تو مولانا مستعفی ہوگئے۔ لیکن اختر علی خان نے منت سماجت کر کے روکا اور سنڈے ایڈیشن ان کے سپرد کر دیا، لیکن ۳-۴ ماہ کے بعد طبیعت کے انقباض کے سبب مولانا الگ ہوگئے۔ اس طرح کئی سال ایک "خالص مولوی" "زمیندار" پہ چھایا رہا۔

مولانا عتیق احمد صدیقی مظاہری نے جولائی ۱۹۴۳ء میں دیوبند سے "سلطان العلوم" کے نام سے ایک ماہنامے کا اجرا کیا۔ مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا قاری محمد طیب اس کے سرپرست تھے۔ مجلس دارالتالیف دیوبند نے رسالہ "قاسم العلوم" کے نعم البدل کے طور پر اس کو اپنایا اور یہ رسالہ سالہا سال تک جاری رہا اور اس میں بہترین مضامین شائع ہوئے۔ مولانا غیاث الحسن مظاہری نے مئی ۱۹۷۱ء میں اسی نام سے ایک ماہنامہ نکالا۔ رسالہ بہت خوب ہے اور اب تک برابر خدمت انجام دے رہا ہے۔

مولانا فقیر محمد جہلمی شمالی پنجاب کے نامور مصنف اور اہل قلم تھے۔ "حدائق الحنفیہ" ان کا شاہکار ہے۔ ان کا ہفت روزہ "سراج الاخبار" تھا۔ مظاہر علوم کے فیض یافتہ ادیب پیر مہر علی صاحب گولڑوی کے خادم مولانا کریم الدین دبیر، فتنۂ قادیانیت کے عروج کے دور میں اس کے مدیر بنے۔ مولانا

نے " سراج الاخبار" کے ذریعے مرزائیت کے خوب لتے لیے۔ مرزائیوں نے دور دور تک اُنھیں عدالتی چکروں میں الجھانا چاہا، لیکن وہ ہمیشہ سرخرو ہوئے، جس کی تفصیل " تازیانۂ عبرت " نامی کتاب میں ہے جو اس سلسلے کے مقدمات پر مشتمل ہے ۔ مولانا نے براہ راست بانی فرقۂ قادیانیہ کو عدالت میں بلوا کر حقیقتِ حال کی نقاب کشائی کی۔

تھانہ بھون کا ماہنامہ " الشیخ " مولانا تھانوی کے برادر زادہ مولانا شبیر علی نے جاری کیا۔ جدید تعلیم یافتہ حضرات نے مذہب کے معاملے میں اس سے بڑی رہنمائی حاصل کی اور سائنٹیفک انداز میں ان کے شکوک و شبہات کا اس رسالے نے ازالہ کیا ۔

والسال (برطانیہ) سے ماہنامہ " فاران" مولانا محمد موسیٰ سلیمان مظاہری نے مئی ۱۹۶۸ء میں جاری کیا، جس نے اس خدا بیزار تہذیب میں بڑی وقیع خدمت انجام دی، یہ رسالہ اب بھی جاری ہے فرقہ واریت کے پرچارکوں کے علی الرغم اس ماحول میں ٹھوس دینی خدمت اس رسالے کا امتیاز ہے ۔

مدرسہ مظاہر علوم کے ناظم مولانا عبداللطیف کے فرزند مولانا عبدالرؤف مظاہری نے مرکز دیوبند سے ماہنامہ " القاسم " نکالا، برہان دہلی نے جنوری ۱۹۶۲ء میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

" یہ خالص اسلامی اور مذہبی ماہنامہ ہے، لیکن مضامین میں تنوع ہوتا ہے اور وہ سنجیدہ اور پُر مغز معلومات کے حامل ہوتے ہیں۔ زبان و بیان بھی سلجھے ہوئے اور شگفتہ ہوتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ اُردو کے صفِ اول کے ماہناموں میں یہ اپنا مقام حاصل کرلے گا ۔"

جنوری ۱۹۳۴ء میں دیوبند سے ہی " قاسم العلوم " کے نام سے ایک ماہنامہ نکلا ۔ مولانا عتیق احمد صدیقی مظاہری اس کے مدیر تھے ۔ افغانستان سے عرب دُنیا تک کے وقیع مجلات میں اس کے مضامین عربی اور فارسی میں ترجمہ ہوکر چھپتے جو اس رسالے کے لیے بڑا اعزاز تھا۔

کوثر کے نام سے ایک ماہنامہ رنگون (برما) سے ستمبر ۱۹۷۰ء میں شروع ہوا۔ ایک صاحبِ ذوق نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

" اگر برما کے شعر و ادب کی سرزمین میں بہنے والا یہ کوثر یونہی آب و تاب کے

ساتھ بہتا رہے تو انشاء اللہ تعالیٰ تشنہ لب اہلِ ذوق کے لیے آبِ کوثر ثابت ہوگا۔"

سعید الدین حسن ذوقی کیفی اور مولانا غیاث الحسن مظاہری (قلمی نام انجم ضیائی) نے دہلی سے سہ ماہی "کیف" نکالا۔

"تعمیر وطن، تحفظِ ملّت، خدمتِ قوم، غریب اور پسماندہ اور اقلیتوں کے حقوق و مفادات کی حفاظت، اردو کی بقا اور اس کے فروغ کے لیے جہد مسلسل اس رسالے کا سرمایہ حیات ہے۔"

ابتدائے اشاعت جولائی ۱۹۷۶ء ہے اور اس کی خدمات لائق تحسین۔

کانپور سے "منشور محمدی" کا اجرا مولانا محمد علی مونگیری مظاہری بانی ندوۃ العلما نے ۱۲۸۹ھ میں کیا، جس نے طویل عرصے تک عیسائی مشنریز کا دندان شکن جواب دیا جو اس پُر آشوب زمانے میں انگریزی حکومت کی سرپرستی کی وجہ سے بہت بے لگام ہو رہی تھیں۔

"محقق" کے نام سے ہفت روزہ سہارن پور سے مولانا مشرف مظاہری نے نکالا۔ اس نے لمبے عرصے تک زبان و ادب کی خدمت کی۔

ڈھاکہ سے ہفت روزہ "منشور" مولانا عمر شہید عرفانی نے جولائی ۱۹۵۰ء میں جاری کیا۔ مولانا ظفر احمد عثمانی مظاہری اس کے سرپرست تھے اور انہی کے ٹھوس علمی و اصلاحی مضامین و خطبات اس کا سرمایہ۔

شوال ۱۳۴۵ھ میں تھانہ بھون سے مولانا شبیر علی نے "المبلغ" جاری کیا۔

مولانا مفتی جمیل احمد مظاہری نے سہارن پور سے ماہنامہ "المظاہر" نکالا جو درحقیقت مولانا خلیل احمد محدث کی یادگار اور انہی کی عظیم الشان تحریرات کے پھیلاؤ کے لیے تھا۔ اُس دور میں وہ ملک کا مقبول ترین رسالہ تھا جو بڑی محنت سے ایڈٹ کیا جاتا تھا۔

مولانا مفتی محمود زنگونی نے فروری ۱۹۳۹ء میں زنگون سے "المحمود" کے نام سے ماہنامہ نکالا۔ مظاہر علوم کے متعدد فضلا اس کے کرتا دھرتا رہے۔ اس رسالے نے بڑا ہی دینی اور اصلاحی طور پر قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں۔

"مہر درخشاں" مولانا منصور علی مرادآبادی مظاہری نے نکالا۔ امداد صابری مرحوم نے "روحِ صحافت" پر اس کے بارے میں لکھا ہے:

یہ پرچہ اسلام کی حقانیت اور عیسائی مشنریوں کے جوابات اور ان کی شرارتوں کا خاتمہ کرنے کے لیے نکالا گیا تھا (ص۹۸)

جمادی الاولی ۱۳۳۹ھ میں مولانا شبیر علی نے تھانہ بھون سے "النور" ماہنامہ نکالا۔ نصف صدی سے زائد اس رسالے نے علمی، اصلاحی اور اخلاقی محاذ پر کام کیا۔

مولانا نور محمد مظاہری (مرتب قاعدہ نورانی) نے یکم مئی ۱۹۰۳ء کو "نور علیٰ نور" کے نام سے ایک ماہانہ لدھیانہ سے نکالا۔ آریہ سماج اور عیسائیت کا اس نے کامیاب تعاقب کیا۔ مولانا اشرف علی تھانوی جیسے خانقاہی بزرگ تک نے اس کو سراہا۔

ریاست بھوپال کا پندرہ روزہ "نشان منزل" ۱۹۴۸ء میں شروع ہوا۔ مولانا اشفاق الرحمٰن مظاہری اور ظہیر زیدی اس کے منتظم و مدیر تھے۔ مدیر صدق مولانا عبدالماجد دریا بادی نے اس کے بارے میں لکھا:

سچ اور بالکل سچ دیکھا، جس کی نگاہ کشفی نے یہ دیکھا تھا کہ دجّال اپنے تزک و احتشام کے ساتھ چکر لگا رہا ہے اور اس کے پیچھے ہی پیچھے مسیح بھی تلوار لیے لسے قتل کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

گویا دینی محاذ کا کامیاب رسالہ، جس کے موجودہ سرپرست مولانا عمران خان مسجد تاج المجاہد بھوپال اور ایڈیٹر غضنفر علی خاں صاحب ہیں۔

کانپور کا "نظام" مولانا قمر الدین اور مولانا منظور احمد (ہر دو مظاہری) نے اکتوبر ۱۹۵۹ء میں نکالا جو نو سال جاری رہ کر ۱۹۶۸ء میں بند ہوا۔ مذہبی، اخلاقی اور اصلاحی مضامین کے حامل اس رسالے کے فائل اب بھی ہندی اہلِ علم میں ذوق و شوق سے پڑھے جاتے ہیں۔

کانپور کا "نظام جدید" نومبر ۱۹۷۶ء میں مولانا عبدالقیوم مظاہری نے نکالا۔ مسلمانوں کی معاشرتی اصلاح اور غلط رسوم سے چھٹکارا اس کا بنیادی مزاج ہے۔ مولانا ابوالکلام خلد آشیانی کے "الہلال" کے نام پر مانچسٹر برطانیہ سے "الہلال" نکلتا ہے۔ مولانا اقبال رنگونی مظاہری اس کے مالک و

مدیر ہیں۔ آن دیار میں اس رسالے نے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کو بھی متاثر کیا۔
مولانا رحمت الحسینی القاسمی اور مشہور مصنف مولانا عاشق الٰہی بلند شہری (حال مقیم مدینہ منورہ) نے نومبر ۱۹۴۹ء میں میرٹھ سے "یقین" نام کا پرچہ نکالا۔ اس نے اپنے نام کی مناسبت سے اہل ایمان میں یقین پیدا کرنے کی بڑی سعی و جہد کی۔

اوپر کی سطور میں ۱۵۔ اخبارات و رسائل کے متعلق مختصراً لکھا گیا ہے جو انیسویں اور بیسویں صدی میں ایک دینی و مذہبی درس گاہ "مظاہر علوم" سہارن پور کے فضلا نے جاری کیے، انھیں پروان چڑھایا اور زندگی کے ہر شعبے میں بے لوث خدمت کی۔۔ اس سے علما کی بیدار مغزی اور حالات پر گہری نظر کا اندازہ ہوتا ہے اور پتا چلتا ہے کہ انھوں نے جدید ذرائع کو اپنانے اور اُن سے مثبت کام لینے میں کس قدر محنت کی اور اس کے افادی پہلو کو سمجھ کر اس سے بھرپور فائدہ اُٹھایا۔ یہ فہرست ظاہر ہے مکمل نہیں، انسانی کاوش کے مطابق جو ممکن ہے وہ ہے۔ تاہم ۱۵۔ اخبار و رسائل کم نہیں۔ اسی طرح دوسرے اداروں کے فضلا کی صحافتی خدمات کو جمع کیا جائے تو صرف علما کے ذریعے نکلنے والے اخبارات و رسائل کی ایک طویل فہرست بن جائے گی۔ ہماری کوشش ہوگی کہ اس سلسلے کو آگے بڑھایا جائے لیکن توفیق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر وہ میسر آگئی اور ادارہ ثقافت اسلامیہ کی بیدار مغز انتظامیہ نے اس کی اشاعت میں تعاون کیا تو انشاءاللہ تعالیٰ بہت کچھ لکھنا ممکن ہوگا۔